سترھواں باب

تصنیفات و تالیفات

۱- البراهین القاطعة علی ظلام الانوار الساطعة

تیرھویں صدی کے اخیر میں علمائے دہلی دیوبند و سہارنپور کی خدمت میں ایک استفتاء پیش کیا گیا تھا جس میں مروجہ طریقے پر میلاد فاتحہ اور دوسرے رسوم کے متعلق استفسار کیا گیا تھا اس کے جواب میں اوّلاً چار ورقی ایک فتویٰ مطبع خاص ہاشمی میرٹھ میں چھپا تھا اس کے بعد ہی دوسرا فتویٰ شائع ہوا جس میں پہلے فتوی کی عبارتیں بھی تھیں ان فتاوی پر دہلی، دیوبند اور سہارنپور کے مشہور علماء کے دستخط تھے ان فتاوی میں کتاب و سنت کی روشنی میں بدعت پر سخت الفاظ میں تنقید کی گئی تھی اور مسائل مسؤلہ کا واضح جواب دیا گیا تھا ان دونوں فتووں نے ان لوگوں میں ہل چل پیدا کر دی جو ان رسوم کے پابند تھے اور اس خیال کے ماننے والوں نے اس کے جواب پر اپنے علماء کو آمادہ کیا مولوی عبدالسمیع صاحب بیدل جو رام پور "منہیاران" کے رہنے والے اور قابل اساتذہ کے شاگرد تھے اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ بگوش بھی تھے ان فتووں کے جواب پر آمادہ ہوئے اور انھوں نے ایک ضخیم کتاب سنہ ۱۳۰۲ھ میں بنام "انوار ساطعہ دربیان مولود و فاتحہ" لکھی جس میں میلاد فاتحہ اور اس طرح کے مروجہ رسوم پر تفصیلی بحث کی اور اقوال و معمولات مشائخ سے ان رسوم کو صحیح اور مطابق سنت قرار دیا، لیکن اس کتاب میں انھوں نے جو طرز استدلال اور انداز تحریر اختیار کیا وہ نہایت سخت اور تکلیف دہ تھا اپنے مخالف علماء کا نام لے کر ان کو برا بھلا کہا گیا اور وہ

جارحانہ اور انتہا پسندانہ انداز اختیار کیا جو تہذیب سے گرا ہوا تھا۔ اس کتاب کا چھپنا تھا کہ ہر حلقہ میں موافق و مخالف نتیجہ برآمد ہوا اور اشتعال کا دروازہ کھل گیا حتیٰ کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ جو خیالات میں مصنف انوار ساطعہ کے موید تھے، اور انھوں نے نفس مسئلہ کی تائید کرتے ہوئے تحریر فرمایا تھا۔

فی الحقیقت نفس مطلب کتاب موافق مذھب ومشرب فقیر وبزرگان فقیر است	فی الحقیقت کتاب کا نفس مطلب میرے اور میرے بزرگوں کے مذہب ومشرب کے موافق ہے۔

لیکن مصنف انوار ساطعہ کے طرز استدلال اور طریقۂ تحریر پر تنقید فرماتے ہوئے حکم دیا کہ ان الفاظ اور عبارتوں کو نکال دیا جائے جو ملال کا باعث ہیں آپ لکھتے ہیں۔

"لازم آنکہ از کتاب انوار ساطعہ خود کلامیکہ دراں تیز قلمی وغیظ نفسانی شدہ باشد کہ ایں طرز تحریر اصحاب تحقیق وارباب تہذیب بعید است واسمائے برادران طریقت خود وعبارت واسمائے دیگر کہ از فور نفسانی صادر شدہ باشد اخراج نمایند[1]	لازم یہ ہے کہ اپنی کتاب انوار ساطعہ سے وہ کلام جس میں قلم کی تیزی اور نفس کی زیادتی شامل ہوگئی ہے، یہ طرز تحریر اصحاب تحقیق اور ارباب تہذیب کے شایان شان نہیں اور اپنے برادران طریقت کے نام اور عبارت اور دوسرے نام جو نفسانیت کے تحت آگئے ہیں نکال دیے جائیں۔

حاجی صاحبؒ کا یہ مکتوب ۲۴ شوال ۱۳۰۴ھ کا ہے جبکہ "انوار ساطعہ" دور دور پہنچ چکی تھی اور اس کتاب نے حضرت حاجی صاحبؒ کے حلقہ کے سارے لوگوں کو دو مختلف مکتب خیال میں بانٹ دیا تھا اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ جیسے صاحب فضل وکمال اور حضرت حاجی صاحبؒ کے ہمراز ودمساز کے خلاف ہنگامہ کھڑا کر دیا تھا آخر کار حضرت گنگوہیؒ کے ارشاد وایما پر حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نور اللہ مرقدہ

---

[1] انوار ساطعہ

نے قلم اٹھایا اور "انوار ساطعہ" کا تفصیلی جائزہ لیا اور کتاب وسنت کی روشنی میں ان مسائل پر روشنی ڈالی۔

۱۳۰۴ھ میں "البراھین القاطعۃ علی ظلام الانوار الساطعۃ" نام کی ایک کتاب لکھی، حضرت گنگوہیؒ نے اس کتاب کی طباعت واشاعت میں بڑی دلچسپی لی اور اس کا پہلا ایڈیشن اس طور پر طبع ہوا کہ اوپر "انوار ساطعہ" کی عبارت اور نیچے اس کا جواب تھا، حضرت مولاناؒ نے ان تمام غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جو انوار ساطعہ نے پھیلائیں، یہ بات ضرور ہے کہ حضرت مولاناؒ کے قلم میں اکثر جگہ تیزی وشوخی آئی اور اور آپ نے الزامی جواب بھی دیئے "براہین قاطعہ" نے پورے ہندوستان میں وہ کام کیا جو مولانا اسماعیل شہیدؒ کی "تقویۃ الایمان" نے کیا تھا، اہل بدعت کے حلقوں میں اُس نے تیر ونشتر کا کام کیا۔

اس کتاب کے متعلق مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی تحریر فرماتے ہیں۔

"کتاب براہین قاطعہ حضرت مولانا مرحوم کی اہل بدعت کے لئے جس قدر سیف قاطع اور دلوں کو زخمی کرنے والی ہے اس کو ان مخالفوں کا کلیجہ ہی جانتا ہے۔"[۱]

اس کی بدولت کئی جگہ مناظرے ہوئے بھاولپور سے لے کر بریلی تک جہاں بھی حضرت مولانا تشریف لے گئے اس کتاب کا چرچا اور مخالف کیمپوں میں کھلبلی نظر آئی ہر طرف سے پھر آوازیں اٹھیں اور مولوی عبدالسمیع بیدلؔ کو جواب الجواب پر آمادہ کیا گیا ادھر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی بیدلؔ صاحب کے استاذ مولانا رحمت اللہ کیرانوی جو دونوں حلقوں میں معتبر ومستند جانے جاتے تھے اور ان کے علم وفضل پر ہر دو مکتب خیال کے لوگ متفق تھے انھوں نے مولوی صاحب بیدلؔ کو لکھا کہ وہ جواب الجواب کی فکر نہ کریں اور اس ہنگامہ کو ہوا نہ دیں اور آپس کی خلیج کو وسیع نہ کریں۔ بیدل صاحب نے جواب الجواب پر تو اصرار کیا لیکن اس سارے طرز استدلال اور سخت ترین کلمات

---

[۱] نقش حیات جلد اول صـ۱۰۱

کو نکالنے پر تیار ہو گئے اور ۱۳۰۶ھ میں "انوار ساطعہ" کو نظر ثانی کر کے پھر شائع کیا اور جابجا "براہین قاطعہ" کی عبارتوں کا جواب دیا لیکن اس مرتبہ وہ جارحانہ انداز نہیں تھا جو پہلے ایڈیشن میں اختیار کیا تھا لیکن اس ایڈیشن میں علمائے حرمین اور اپنے مشائخ و اساتذہ اور علمائے ہند کے حوالے اور تقریظات شامل کیں۔

"براہین قاطعہ" سے پورے ہندوستان میں ذہنی انقلاب پیدا ہوا لیکن اس کے ساتھ "انوار ساطعہ" نے دماغوں میں انتشار پیدا کر دیا اور اختلاف و انتشار کی خلیج بڑھتی ہی چلی گئی اور اس کے ذریعہ حضرت حاجی صاحبؒ کے قلب صافی کو حضرت گنگوہیؒ اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے میلا کیا جانے لگا حضرت گنگوہیؒ نے جب یہ صورتحال دیکھی تو مولانا سید کوثر علی صاحب مہاجر مکیؒ کو جو حضرت حاجی صاحبؒ کے مقرب بھی تھے، اور مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ کے ہم جلیس وہم نشین بھی اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا۔

> "افسوس یہ ہے کہ مولوی رحمت اللہ (کیرانوی) کی نظر جاتی رہی ورنہ ان سے توقع تھی کہ بغور ملاحظہ فرما کر جس امر پر مواخذہ فرماتے یا قبول فرماتے، اطلاع ہو جاتی کیونکہ رسوم بدعات کے باب میں اور مجلس مولود کے باب میں جو کچھ مولوی خلیل احمد سلمہ نے براہین میں لکھا ہے وہی عقیدہ بندہ کا ہے اور سب ہماری جماعت کا اور جو کچھ "انوار ساطعہ" میں عبدالسمیع نے لکھا ہے وہ افراط اور تفریط سے مملو ہے کہ حد سے بڑھ گیا ہے تو مولوی رحمت اللہ سے محاکمہ ہو جاتا کہ وہ عالم ہیں مگر یہ امر تقدیر سے پیش آیا کہ ان کی نگاہ جاتی رہی یہ بھی جانتا ہوں کہ تم کو فرصت نہیں خصوصاً موسم حج میں، سو اگر بعد موسم حج کے تم سے ہو سکے اور مولوی صاحب بھی قبول فرمائیں تو ساری "انوار ساطعہ" اور "براہین قاطعہ" ان کو بتدریج سنا کر جس جس موقع کو وہ رد و قبول سے مدلل فرما دیں کیا عمدہ ہو جاوے ورنہ خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اور جو کچھ ہووے گا سو ہووے گا بندہ کو تو اس کی کچھ پرواہ نہیں کہ خلق برا کہے، مگر اس مخالفت کا ہونا البتہ برا معلوم ہوتا ہے، اب عبدالسمیع کی مخالفت بہت درجہ بڑھ گئی ہے

اور یہ عہد باہم سب بتدعین کے ہو گیا ہے کہ خواہ کوئی کچھ لکھے رشید احمد کے نام سے سب و شتم کرد سو واللہ اس کا کچھ اندیشہ نہیں کرتا ہوں مگر اس کی (یعنی بدمقابل کی) مخالفت کا بیان کرتا ہے کہ رات دن اسی فکر میں رہتا اور پورب، دکھن، بنگالہ، پنجاب، جہاں جہاں بتدعین ہیں ان سے مکاتبہ و طرح طرح کے قصے کھڑا کرتا ہے" [1]

والسلام
رشید احمد

"براہین قاطعہ" کی تکمیل پر حضرت گنگوہیؒ کی تقریظ اور مولوی محمد حسین صاحب فقیر کے اشعار ہیں اس کے بعد "براہین قاطعہ" کے متعلق مولوی نذیر احمد خاں مدرس مدرسہ احمد آباد گجرات کے ایک استفسار پر حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کا تفصیلی جواب ہے جس میں حضرت والا نے حضرت مولانا خلیل احمدؒ صاحب کے خیالات کی توجیہ اور تائید فرمائی ہے جو کئی صفحہ پر ہے جس کا یہاں ذکر کرنا باعث طوالت ہے۔ جو صاحب ملاحظہ کرنا چاہیں وہ براہین کے آخر میں ملاحظہ فرمالیں لیکن حضرت گنگوہیؒ کی تقریظ پیش نظر ہے۔

"حامدًا و مصلیًا اما بعد اس احقر الناس خادم الطلبہ بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ نے اس کتاب مستطاب "براہین قاطعہ" کو اول سے آخر تک بغور دیکھا الحق کہ بندہ کے نزدیک یہ رد اور جواب کافی اور الزام و حجت وافی ہے اور فی الواقع براہین قاطعہ اپنے مصنف کی وسعت نور علم دینیہ فصاحت ذکا و فہم و حسن تقریر و بہا تحریر پر دلیل واضح اور اقوال مخالف کے باحسن البیان فاضح ہے لہذا یہ احقر الناس اس کتاب کو بلقب بالدلائل الواضحہ علیٰ کراہتہ المروج من المولود والفاتحہ کرتا ہے حق تعالیٰ اس کے مؤلف کے علم و فہم میں برکت اور اس کے خیرات و مبشرات میں عموماً

---

[1] مکاتیب رشیدیہ بحوالہ الفرقان جنوری ۷۶ء

اور اس تالیف نفیس میں خصوصاً کرامت قبولیت عطا فرماوے اور اس کو موجب ندامت و توبہ اہل بدعت کا اور سبب استقامت اور تثبت متبعین سنت کا بنا کر مقبول مقبولین و معمول عاملین فرماوے آمین وما ذلك علی الله بعزیز والله تعالیٰ ولی التوفیق وصلی الله تعالیٰ علی سید الکائنات واله وصحبه اهل الدرجات عدد ما یحب ویرضی ولا حول ولا قوة الا بالله فقط رشید احمد

مولوی محمد حسین فقیر کے اشعار حسب ذیل ہیں۔

چوں اختطاف برق براہین حق رسید — شد باعث ذہاب بانوار ساطعہ

تاریخ اوست بے سر طغیان و گفتگو — بدعات قطع کرد براہین قاطعہ

۱۳۰۴ھ

ھدایات الرشید الی افحام العنید

صفحات ۸۸۸ تصنیف سنہ ۱۳۰۶ھ اثنائے قیام بھاولپور

حضرت مولانا ۱۲۹۵ھ میں بھاولپور تشریف لے گئے اور پورے دس سال قیام فرمایا اور درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کا کام کیا، اس مدت میں شیعوں کے ایک عالم اور صاحب قلم مجتہد سید فرزند حسین صاحب نے ایک مختصر سا کتابچہ تحریر کیا جس میں خلفائے ثلثہ اور صحابۂ کرام پر حسب عادت طعن و تشنیع سے کام لیا اور مسئلہ خلافت پر بحث کی اور اس کتابچہ کو مشتہر کیا نیز علمائے اہل سنت کے پاس اس خیال سے بھیجا کہ وہ اس کا جواب دیں، عمومی طور پر علمائے سنت اس بحث پر ایسی دستگاہ نہیں رکھتے تھے اور نہ مذہب شیعہ کی کتابوں کا ایسا گہرا مطالعہ کیا تھا کہ وہ مسکت جواب دے سکیں اس چند ورقہ کا جواب بعض علماء کی طرف سے دیا گیا اس جواب کا جواب سید فرزند حسین صاحب نے اور زیادہ مفصل اور مدلل دیا، وہ جواب الجواب حضرت مولانا کی خدمت میں پیش کیا گیا اس وقت تک